فضیلۃ الشیخ پروفیسر عبداللہ ناصر الرحمانی

درس حدیث

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ و اھل طاعتہ أجمعین. وبعد!

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا أولا ادلکم علی شئ اذا فعلتموہ تحاببتم أفشوا السلام بینکم

جناب ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک ایماندار نہیں بن سکتے جب تک، آپس میں محبت نہ کرنے لگو کیا ایک ایسی چیز پہ تمہاری راہنمائی کروں کہ جب تم وہ کرنے لگو تو تمہاری آپس میں محبت قائم ہوجائے؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔

یہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے، صحیح مسلم کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بات قسم کھاکر بیان فرمائی، قسم کے الفاظ یہ ہیں:

والذی نفسی بیدہ...... مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس حدیث پر امام نووی نے یہ باب قائم فرمایا ہے: باب بیان أنہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون ان محبۃ المؤمنین من الایمان وأن افشاء السلام سبب لحصولھا۔ یعنی اس چیز کا بیان کہ جنت میں مؤمنوں کے علاوہ کوئی بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ جبکہ مؤمنین کی محبت ایمان کا جزء ہے اور سلام کو عام کرنا اس محبت کے حصول کا ایک سبب ہے۔

یہ حدیث بہت سے مسائل پر مشتمل ہے، سب سے پہلا اور سب سے عظیم مسئلہ ایمان کی اہمیت و قدر و قیمت کا بیان ہے، چنانچہ ایمان کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا اور صرف مؤمن ہی جنت کے مستحق ہیں۔ یہاں بہت سے تفصیلی مباحث ممکن ہیں، لیکن اختصار کے پیش نظر ایک انتہائی اہم مسئلے کی نشاندہی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ جب جنت کے حصول کیلئے صاحب ایمان ہونا ضروری ہے، بلکہ مؤمن کے علاوہ کسی بھی انسان کا جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے تو پھر یہ عظیم ترین امر سب سے زیادہ توجہ، عنایت اور اہتمام کا مستحق و متقاضی ہے ...... اور اس توجہ اور اہتمام کا سب سے مقدم اور اہم دائرہ کار نیت ہے۔ ہر شخص یہ سوچے کہ وہ مؤمن کیوں ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ مومنوں کے گھر میں پیدا ہوا؟ کیا اس لئے کہ اس کے ماں باپ، قوم، قبیلہ، برادری سب مؤمن ہیں؟ کیا اس لئے کہ وہ ایک مسلم معاشرے کا فرد ہے لہذا دنیاوی حقوق کے تحفظ کیلئے ضروری ہے کہ ان جیسا بن کر رہے؟ یا پھر اس لئے مؤمن ہے کہ اس معاشرے میں مؤمن اور مسلمان رہتے ہیں لہذا وہ بھی مؤمن ہے لیکن اسے قطعی شعور نہیں ہے کہ اسلام اور ایمان کیا ہے اور ایک مؤمن کن صفات حمیدہ کا حامل ہوتا ہے۔

ایمان نہ صرف یہ کہ عقیدہ ہے بلکہ عمل بھی ہے بلکہ ایک حدیث میں اسے سب سے افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أی العمل افضل؟ قال ایمان باللہ ...... الحدیث، (متفق علیہ)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ابوذر غفار رضی اللہ عنہ کا اللہ کے پیغمبر ﷺ سے یہ ہی سوال کرنا مذکور ہے، انہیں بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ ایمان باللہ سب سے افضل عمل ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے (انما الأعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی......) جب ہر عمل کیلئے نیت ضروری ہے تو ایمان جو کہ سب سے افضل عمل ہے اس کیلئے سب سے افضل و اعلیٰ نیت چاہیے۔ چنانچہ ایمان کے تعلق سے حسنِ نیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم یہ طے کرلیں کہ ہم اس لئے مؤمن ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کا بنایا ہوا دین ہے اور اسے اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا امر ہے لقوله تعالیٰ (ورضیت لکم الاسلام دینا)، ولقوله تعالیٰ: (یا ایها الذین آمنو آمِنوا بالله ورسوله ......) ولقوله تعالیٰ: (انما المؤمنون الذین آمنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا) ولقوله تعالیٰ: (......وبذلک أمرت وانا أول المسلمین)

ایمان کے تعلق سے حسن نیت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ ایمان لانا محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ہے اور اس کا اجروثواب صرف اللہ تعالیٰ ہی سے لینا مقصود ہے اس معاملے میں دنیاداری کو کوئی دخل نہیں ہے نہ ہی ریاکاری کی کوئی گنجائش ہے۔

ہجرت کے موقع پر صرف ان لوگوں کی ہجرت قبول کی گئی جن کی ہجرت اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر تھی۔ اور جس شخص نے ایک عورت جس کا نام ام قیس تھا کہ خاطر ہجرت کی تھی وہ مہاجر ام قیس ہی قرار پایا، حالانکہ دونوں کے عمل کی ظاہری صورت میں کوئی فرق نہیں تھا، لیکن اجروثواب کا مرتب ہونا یا ضائع ہونا نیت پر موقوف تھا۔ اس لئے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے حدیث (انما الاعمال بالنیات) باقاعدہ ایک خطبہ کی صورت میں ارشاد فرمائی اور اس میں مہاجر ام قیس کا باقاعدہ ذکر فرمایا تاکہ نیت کی اہمیت سے سب آگاہ ہوجائیں۔

واضح ہو کہ ایمان کے معاملے کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ حسن نیت کے ساتھ ساتھ ایمان کے بنیادی ارکان، شرائط اور اجزاء کا فہم حاصل ہو اور ان سب کو بکمال نیت اپنایا اور ادا کیا جائے اور زندگی بھر اس پر قائم رہا جائے حتی کہ موت بھی حالتِ ایمان میں آئے (ولاتموتن الا وانتم مسلمون) وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم (من مات وهویعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة) رواه مسلم.

حدیث زیرِ بحث میں رسول اللہ ﷺ نے صحت ایمان کی ایک شرط ذکر فرمائی ہے اور وہ ہے مؤمنین کا اس میں محبت کرنا، اس محبت کے بغیر ایمان نا درست اور نامقبول ہے۔ ایک اور حدیث میں اس محبت کو حلاوتِ ایمان قرار دیا گیا ہے۔

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث من کن فیه وجد بهن حلاوة الایمان من کان الله ورسوله أحب الیه مما سواهما وأن یحب المرء لا یحبه الا لله وان یکره ان یعود فی الکفر بعد ان انقذه الله منه کما یکره أن یقذف فی النار (رواه البخاری و مسلم واللفظ لمسلم)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص میں تین چیزیں پائی گئیں اس نے حلاوتِ ایمان کو پالیا ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں دوسری یہ کہ وہ لوگوں سے اللہ کیلئے محبت کرے، تیسری یہ کہ وہ کفر کی طرف لوٹنا بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیتا ہے اتنا ہی ناپسندیدہ سمجھے جتنا آگ میں گرایا جانا۔

معلوم ہوا کہ مؤمنین کی آپس میں محبت ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ محبت اللہ تعالیٰ کیلئے ہو، اس سے نہ صرف ایمان کی تکمیل و درستگی حاصل ہوگی بلکہ ایمان کی وہ مٹھاس، حلاوت اور لذت بھی حاصل ہوگی کہ جو جب دل میں رچ بس جائے تو دنیا کی کوئی طاقت جادۂ حق سے برگشتہ نہیں کرسکتی ...... مؤمنین سے ناراضگی، دل میں کینہ یا بغض رکھنا یا کسی قسم کی نفرت رکھنا انتہائی معیوب و مذموم فعل ہے، بلکہ انتہائی خطرناک بھی، کیونکہ یہ امور بندے کے اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ اور مانع بنتے ہیں۔ لقوله صلی الله علیه وسلم (......الا لمشرک والذی وجدت بینه وبین أخیه الشحناء) یعنی اللہ تعالیٰ ایک تو کسی مشرک کی نیکیاں قبول نہیں فرماتا، دوسرا ہر اس شخص کی جس کے دل میں

اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف کوئی بغض یا نفرت ہو۔

ایک اور حدیث میں اللہ کیلئے دوستی اور دشمنی کو ایمان کی سب سے مضبوط کڑی قرار دیا گیا ہے، اور جو مسلمان اس معرکۃ الآراء اعتقادی مسئلے کا کماحقہ اہتمام کرتا رہے گا، اسے اللہ رب العزت روزِ قیامت دو خصوصی اعزاز عطا فرمائے گا ایک اسے نور کے ممبر پر بٹھائے گا ارو دوسرا اسے اپنا سایہ فراہم فرمائے، جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

حدیث زیر بحث میں رسول اللہ ﷺ نے اس محبت کے حصول کا ایک انتہائی زریں اصول اور زبردست نسخہ تجویز فرمایا ہے اور وہ ہے سلام کو عام کرنا، ایک حدیث میں بذل السلام کے الفاظ ہیں یعنی سلام کرنے میں انتہائی سخاوت کا مظاہرہ کرنا۔

ایک اور حدیث میں (من عرفت ومن لم تعرف) کے الفاظ بھی وارد ہیں یعنی جسے جانتے ہو اسے بھی اور جسے نہیں جانتے اسے بھی سلام کرو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، دراصل سلام الفت ومحبت کا پہلا زینہ اور ذریعہ ہے، جلبِ محبت کی زبردست چابی ہے، اسے پھیلانے سے مسلمانوں کے دلوں میں آپس کی محبت جاگزیں اور پیوست ہوجائیگی، پھر اسلام کے عظیم اور منفرد شعار کا اظہار بھی ہے جو کسی اور دین میں نہیں پایا جاتا، سلام میں پہل کرنا بندے کی تواضع اور منکسر المزاجی کا مظہر اتم بھی ہے، اور سب سے لطیف نکتہ یہ ہے کہ اگر کسی کے دل میں آپ کے خلاف عداوت، حقارت، نفرت یا بغض وکینہ کے جذبات موجود ہیں تو سلام کی کثرت کی برکت سے وہ سب زائل ہوجائیں گے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ یہ کینہ اور عداوت انتہائی مہلک اور خیر وبرکت کو مونڈ دینے والے عمل ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے۔

(ثلاث من جمعهن فقد جمع الايمان: الانصاف من نفسه وبذل السلام للعالم والانفاق من الاقتار)

جس شخص نے تین چیزیں اپنے اندر جمع کرلیں اس نے سارا ایمان جمع کرلیا، ایک اپنے نفس سے انصاف، دوسری دنیا بھر کو سلام کہنا، تیسری قلت مال کے باوجود صدقہ کرنا۔

بعض محدثین نے اس کلام کو مرفوع بھی نقل کیا ہے۔

چونکہ سلام کرنا دوسرے کو عزت دینے کے مترادف ہے اور مبتلائے شرک وبدعت انسان کی عزت کا مستحق نہیں ہے لہٰذا ایسے شخص کو سلام کرنے سے گریز کیا جائے جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ شرک وبدعت کا مرتکب ہے۔ سلیمان التیمی مشہور محدث ایک بدعتی کو سلام کر بیٹھے اور آخری عمر تک اس گناہ پر روتے اور توبہ کرتے رہے۔

والله ولی التوفیق وصلی الله علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین.

الشیخ عارف جاوید محمدی کی ہمشیرہ کا انتقال پرملال

جمعیۃ اہل حدیث سندھ کے محبّ ومکرم الشیخ عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہمشیرہ محترمہ ۲۱/ اپریل ۲۰۰۲ء کو اپنے آبائی شہر گوجرانوالہ میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انکی نماز جنازہ اسی روز شام کو ادا کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آں محترمہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور الشیخ عارف جاوید حفظہ اللہ تعالیٰ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

جمعیۃ اہل حدیث سندھ کے امیر اور ادارہ دعوت اہل حدیث کے سرپرست پروفیسر عبداللہ ناصر الرحمانی، جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ اور دعوۃ اہل حدیث کے مدیر جناب قاضی عبدالحق انصاری اور ادارہ کے دیگر اراکین و رفقاء الشیخ عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اہل خانہ سے تہہ دل کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں اور ان کے لئے صبر واستقامت کے لیے دعا گو ہیں۔

اللهم اجرهم فی مصیبتهم واخلف لهم خیرا منهم

(ادارہ دعوت اہل حدیث)